آغاخان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ

ایس ایس سی سال دوم جون 2015 اُردو امتحان (لازمی) کے مارکنگ نکات

تعارف:

اس رپورٹ میں طلبہ کی ہر سوال کی کارکردگی پر عمومی تاثرات اور طلبہ کے جوابات کی چند مخصوص مثالیں، جو دیے گئے تاثرات کی توجیح کرتی ہیں، شامل ہیں۔ برائے مہربانی اس بات کو مدِّ نظر رکھا جائے کہ یہ بیانیہ تاثرات ای مارکنگ سیشن سے جمع کیے گئے ہیں جو بہتر اور کمزور جوابات کے عمومی خیال کو ظاہر کرتے ہیں جبکہ، اس دستاویز میں شامل کیے گئے طالبِ علموں کے جوابات دیے گئے تاثرات میں سے چند مخصوص مثالوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

ای مارکنگ نوٹس:

یہ رپورٹ پرچے میں شامل ہر سوال پر طلبہ کی کارکردگی پر مُمتحِنوں کی رائے اور طلبہ کی طرف سے دیے گئے جوابات کی چند مثالوں پر مشتمل ہے۔ یہ رائے طلبہ کی طرف سے دیے گئے اچھے اور کمزور جوابات کے بارے میں ای مارکنگ میں حصّہ لینے والے مُمتحِنوں کے مجموعی تاثر کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہے، لیکن یہ ذہن میں رہے کہ یہاں پیش کیے گئے طلبہ کے جوابات صرف مثال کے طور پہ دیے گئے ہیں۔

ایس ایس سی پارٹ ون کا اردو لازمی پرچہ دوم /II پانچ سوالات پر مشتمل ہے۔ سوال نمبر ایک جس کے دو جُز ہیں جب کہ سوال نمبر دو کے چار جُز ہیں۔ یہ دونوں سوالات نصاب میں شامل ' مجموعہ نظم ونثر' کا احاطہ کرتے ہیں۔ پرچے کے اس حصے میں CRQ کے ذریعے طلبہ کی لغوی اور گہری معنوی سمجھ بوجھ کے ساتھ ان کی استدلالی صلاحیت کی بھی جانچ ہوتی ہے۔ سوال نمبر تین، چار اور پانچ ERQ ہیں جو بالترتیب تبصرہ نگاری / خلاصہ نگاری، تخلیقی تحریر اور خط نویسی سے متعلق ہیں۔ اس تحریری امتحان میں لکھے گئے مواد کی مناسبت، درست زبان کے استعمال، جملوں اور پیراگراف کے درمیان ربط اور خط یا مضمون کی درست ساخت کے استعمال کی جانچ ہوتی ہے۔

اساتذہ اور طلبہ کو علم ہونا چاہئے کہ سوال ایسے انداز میں پوچھا جاسکتا ہے جس سے کسی SLO کے مطابق ان کی معلومات، سمجھ بوجھ اور علم کے اطلاق کی بھی کی جانچ کی جاسکتی ہو۔

طلبہ کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ کسی بھی سوال کو دیے گئے مارکس / نمبرات دراصل جواب لکھنے کے لیے مہیا کی گئی جگہ کے مطابق ہوتے ہیں جو اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ مطلوبہ جواب کتنا طویل ہونا چاہیے۔ زیادہ مارکس / نمبرات کے حصول کے لیے غیر ضروری طوالت درکار نہیں۔ مخصوص جگہ سے زیادہ لکھنا دوسرے سوالات کے لیے دیے گئے وقت کو ضائع کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔

طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ SLOs میں استعمال ہونے والے Command Words / کلماتِ امریہ سے واقف ہوں کیوں کہ یہی Command Words / کلماتِ امریہ سوالات میں بھی استعمال ہوتے ہیں ۔ اگرچہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ تمام سوالات میں Command Words / کلماتِ امریہ استعمال نہیں ہوتے اور کیوں، کیا اور کیسے جیسے سوالیہ الفاظ بھی سوالات کا حصّہ ہو سکتے ہیں۔

تفصیلی تاثرات:

سوال نمبر:1

(الف) مشہور کہاوت ہے کہ انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا۔ اسی بات کو محمد حسین آزاد نے اپنے مضمون " انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا" میں بیان کیا ہے آپ اس بات سے کس حد تک متّفق ہیں اس کی وضاحت **چار** نکات میں کیجیے۔

بہتر جواب: اس سوال کا جواب طلبہ کی اکثریت نے بہتر انداز میں تحریر کیا۔ اپنی تحریر میں بہترین الفاظ کا انتخاب کیا۔ وضاحت کے ساتھ اپنے مشاہدے کو مدِّ نظر رکھتے مختلف نکات تحریر کیے۔ متّفق ہونے کے لیے دلائل بھی تحریر کیے۔ مثلاً انسان اپنی کسی بھی حالت پر شکر گذار نہیں ہوتا، اس کو اس دنیا میں جتنی بھی نعمتیں حاصل ہو جائیں وہ مزید کا طلب گار رہتا ہے، انسان اپنے سے کم تر پر نظر نہیں دوڑاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ جواب تحریر کرنے کے دوران جملوں میں ربط و تسلسل بھی قائم کیا۔ دی گئی سطور کا بہترین انداز میں استعمال کیا گیا۔

مثال:

جس طرح مشہور قلمدان نے انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا کو ثابت کرنے کے لئے بہت سارے دلائل اور مثالوں کو سامنے رکھ کر بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنی بات لوگوں کو بتلایا بھی ہے اس سے میں کافی حد تک متفق ہوں۔ جس طرف انہوں نے کہا ہے کہ انسان خود کی مصیبت کو غنیمت سمجھتا ہے، یہ دلیل اس لئے صحیح ہے کیوں انسان خود کی مصیبت کے ساتھ اچھی طرف واقفیات رکھتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر ایک انسان خود کی تکلیف کو ہی برداشت نہیں کرسکتا وہ انسان کیونکر کسی اور انسان کا درد محسوس کرسکتا ہے اس بات سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا اور جس طرح انسان کی سوچ ہوتی ہے کہ سارے غم و درد میرے نام ہے وہ انسان کس طرح خوش رہ سکتا ہے۔

ناقص جواب: بعض طلبہ کے جوابات سے اندازہ ہوتا ہے وہ سوال کی تفہیم نہیں کر پائے اور اپنے جواب میں ایک ہی بات بار بار بیان کی۔ غیر متعلقہ اور نامکمل سے جوابات تحریر کیے گئے۔ املا کی اغلاط بھی کی گئیں۔ تحریر میں ربط و تسلسل کا بھی فقدان نظر آیا۔ ذخیرہ الفاظ کی کمی نے جواب کا تاثر اور بھی کم کر دیا۔

مثال:

(1) اگر انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا تو گویا وہ کسی کی مدد نہیں کرتا (2) ہمیں دوسروں کی مدد کرنے چاہئیں (3) اور بڑوں کی عزت کرنی چاہئیں (4) اور چھوٹوں سے پیار کریں ان سب باتوں پر عمل کرنے سے ہم کسی حال میں خوش رہ سکتے ہیں۔

(ب)   سبق ''نیلی جھیل'' پڑھنے کے بعد آپ کے ذہن میں شفیق الرحمٰن کی نثر کی جو خصوصیات نمایاں طور پر ابھرتی ہیں ان میں سے کوئی تین خصوصیات تحریر کیجیے۔

بہتر جواب: اپنی تحریر میں بہترین الفاظ کا انتخاب کیا، درست خصوصیات بہترین الفاظ کے ساتھ تحریر کیں۔ جواب تحریر کرنے کے دوران جملوں میں ربط اور تسلسل بھی قائم کیا۔ طلبہ کی کم تعداد تھی جس نے اس سوال کا معیار کے مطابق جواب تحریر کیا۔ طلبہ کی بہت کم تعداد نے شفیق الرحمٰن کی تحریر کی خصوصیات جن میں معاشرتی رویوں پر تنقید، خالص مزاح، فلسفیانہ مزاح، سادہ اور بامحاورہ زبان کا ذکر کیا۔ دی گئی سطور کا بہترین انداز میں استعمال کیا گیا۔

مثال:

(3)

سبق "نیلی جھیل" پڑھ کر شفیق الرحمٰن کی جو طرزِ تحریر کی خصوصیات نمایاں ہوتی ہیں وہ یہ ہیں:

- آپ کا اسلوب سادہ اور رواں ہے۔
- طنز و مزاح آپ کی تحریر کی ہمیشہ سے خوبی رہی ہے۔ مگر آپ کا طنز دل دکھانے والا نہیں۔ آپ کی مزاحیہ تحریر کو پڑھ کر قاری بے اختیار ہنس جاتا ہے۔
- آپ نے طنز و ظرافت کے ساتھ ساتھ معاشرے کی بدعادتوں پر خوب جاندار تنقید کی ہے۔

ناقص جواب: طلبہ کی اکثریت خصوصیاتِ تحریر کے متعلق کسی بھی پہلو کی وضاحت نہ کرسکے، املا کی اغلاط بھی جواب کا حصّہ تھیں۔ دورانِ تحریر ربط و تسلسل کی بھی کمی تھی، ساتھ ہی خیالات میں بھی ربط کی کمی پائی گئی۔ دی گئی سطور کا خاطر خواہ استعمال بھی نہیں کیا۔

مثال:

اس سبق میں بتایا گیا ہے کہ وہ بجلی
سے ڈرتا تھا اُس کے دانت گیرے ہوئے تھے۔
۱) ایک یہ اور اُس کا دوسرا بھائی سکول نہیں جاتا،
۲) طالب علم کو تعلم دیتے تھے۔
۳) وہ بجلی سے بہت ڈرتا تھا اور دانت نہیں
تھے۔

سوال نمبر: 2

ہونٹوں پہ کبھی ان کے مرا نام ہی آئے
آئے تو سہی ، بر سرِ الزام ہی آئے

(الف)	درج بالا شعر کی تشریح کیجیے اور اس بات کی نشان دہی بھی کریں کہ یہ شعر مطلع ہے یا مقطع۔

بہتر جواب: اس سوال میں طلبہ کو ان کی درسی کتاب میں موجود غزل کا مطلع دے کر مطلع یا مقطع کی پہچان اور تشریح پوچھی گئی تھی۔ طلبہ کی اکثریت نے سوال کے دونوں حصّوں کے جواب تحریر کرنے کی کوشش کی اور ساتھ ہی مطلع کی وضاحت بھی ایک نکتے کے ذریعے کی۔ تشریح کرنے کے دوران مناسب ذخیرہ الفاظ کا استعمال کیے گئے، اگرچہ املا کی ایک آدھ غلطی موجود ہے۔ دی گئی سطور کا بہتر انداز میں استعمال کیا گیا۔

مثال:

مندرجہ شعر ادا جعفری کی غزل سے لیا گیا ہے جسمیں وہ یہ بتا رہی ہیں کہ معاملہ عشق میں دو مقام بھی
آتا ہے اور ساتھ ہی منایا بھی جاتا ہے لیکن کسی بھی عاشق کے لیے وہ لمحہ سب سے دردناک ہوتا ہے جب اسکا
محبوب اسکا نام تک لینا پسند نہیں کرتا گویا شاعرہ اس شعر میں یہ بتانا چاہ رہی ہیں کہ اے محبوب اگرچہ تو
نے ہم سے قطع تعلق کر دیا اور ہم سے نہیں ملنا چاہتا لیکن ہمیں کم از کم اتنی بڑی سزا تو نہ دو کہ ہمارا
نام بھی نہ لو بے شک ہم پر الزام لگا دو لیکن کم از کم ہمیں اپنی زبان سے ایک دفعہ ضرور پکارو ۔ یہ ایک
مطلع شعر ہے کیونکہ شاعرہ نے اسکے مصرعوں میں قافیہ اور ردیف دونوں استعمال کیے ہیں اور یہ غزل کا پہلا شعر ہے

ناقص جواب: طلبہ کی بہت کم تعداد ایسی ہے جنھوں نے سوال کے پہلے حصّے کا تو جواب دیا۔ یعنی شعر کی تشریح کی، لیکن سوال کے دوسرے حصّے کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ جس کے باعث جواب کا تاثر انتہائی ناقص دکھائی دیتا ہے۔ تشریح کے لیے بھی مناسب ذخیرہ الفاظ کا استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ مطلع یا مقطع کو قطعی نظر انداز کر دیا گیا۔

مثال:

سوال :- یہ مندرجہ ذیل اردو کی درسی کتاب سے لی گئی ہے اس کے شاعر کا نام ادا جعفری ہیں
تشریح :. مصنف نے اس شعر میں فرماتے ہیں۔ اپنے محبوب کی محبت میں
وہ اتنے غمگین ہو چکے تھے ہر وقت اُن کی لباں پر ان کا نام آتا تھا جس سے ان
کی محبوب کی غارحفو تمنا بڑھنے لگی۔ اور جب وہ ان کی محبت کی گرفت میں
گئیں تھے اور جب وقت آیا اپنی محبت کے امتحان کا وہ ہمیں غیر سمجھ بیٹھے
اور ہم پے الزامات کا بوجھاڑ لگا دیا گیا یہ حسنِ عشق کی محبت کا یہ نتیجہ نکلا ۔

اگر میں خاک بھی ہوں گا تو آتش گردباد آسا
رکھے گی مجھ کو سرگشتہ کسی کی جستجو برسوں

(ب) درج بالا شعر میں خط کشیدہ الفاظ کے مفہوم تحریر کیجیے۔

بہتر جواب: طلبہ کی قلیل تعداد نے اس سوال کا جواب توقع کے مطابق دیا۔ خط کشیدہ الفاظ کا مفہوم تحریر کیا۔ طلبہ کی کچھ تعداد ایسی تھی جس نے مفاہیم کے بجائے لغوی معنی تحریر کیے۔ مجموعی طور پر اس سوال کا جواب بہتر انداز میں دیا گیا۔

مثال:

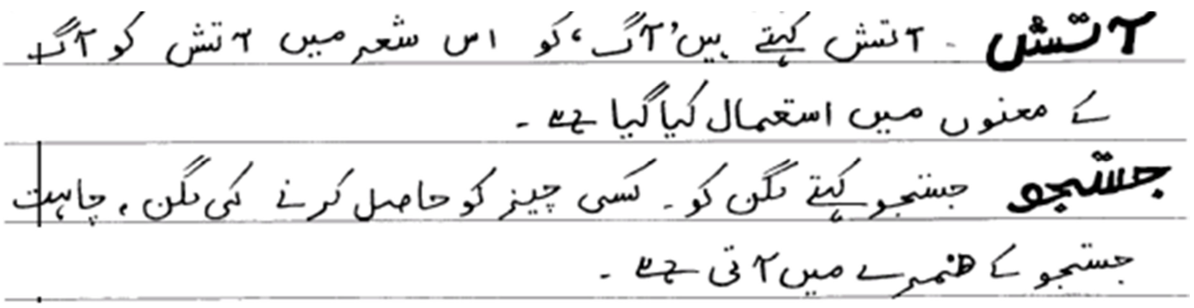
آتش ۔ آتش کہتے ہیں 'آگ' کو اس شعر میں آتش کو آگ
کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے ۔
جستجو جستجو کہتے لگن کو ۔ کسی چیز کو حاصل کرنے کی لگن ، چاہت
جستجو کے ضمرے میں آتی ہے ۔

ناقص جواب: طلبہ کی کثیر تعداد ایسی تھی جنہوں نے سوال کو سمجھے بغیر جواب لکھا، دیے گئے شعر کی تشریح کی، جب کہ بعض طلبہ نے سوال میں موجود شعر کو ہی جواب کی صورت میں نقل کر دیا۔ سوال کو سمجھنا اور پھر اس کے مطابق کام کرنا، یہ بھی ایک مہارت ہے۔ اس مہارت کی کمی طلبہ میں بہت زیادہ نظر آئی۔

مثال:

اس شعر میں آتش کا مفہوم یہ ہے کہ اگر مرنے کے بعد اسے جو بھی تکلیفیں ملیں گی جو پریشانیاں ہوگی وہ اسے سہن کرے گا۔ اور جستجو کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو کسی بھی چیز کی جستجو ہوتی ہے تو وہ اس کو پورا کر لیتا ہے چاہے اسے جتنی بھی پریشانیاں ہوں۔

(ج) خواجہ حیدر علی آتش کو کن خصوصیات کی بنا پر لکھنؤ کے دبستانِ شاعری کا نمائندہ کہا جاتا ہے؟ آپ کوئی **تین** خصوصیات ان کے کلام کی تفصیلاً تحریر کیجیے۔

بہتر جواب: طلبہ کی اکثریت نے خواجہ حیدر علی آتش کی شاعری کی خصوصیات کو اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے، مناسب ذخیرہ الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے شاعر کے کلام کی تین خصوصیات تحریر کی گئیں ہیں، دی گئی سطور کا بہترین انداز میں استعمال کیا گیا ہے۔ زبان پر قدرت اور حسن بیان، بلند خیالی، عارفانہ کلام، دبستانِ دہلی کا رنگ، داخلی کیفیت کا بیان اور بے ساختگی جیسی خصوصیات کا ذکر طلبہ نے اپنے جواب میں کیا۔

مثال:

خواجہ حیدر علی آتش کا تعلق لکھنؤ سے تھا ۔ خواجہ حیدر علی آتش
کی شاعری میں سادگی ، خوش اسلوبی ، رجائیت پائی جاتی ہے اور
سرور و مسرت انکی شاعری کی نمایاں خصوصیت ہے خواجہ کو دبستانِ
شاعری کا نمائندہ اور وہ بھی لکھنؤ کا اسلئے کہا جاتا ہے کو وہ کبھی کبھی اپنی
شاعری میں عوامی طرز اتنا کر گزرتے تھے اور ایسی خوبیاں بول جاتے تھے جو
کے لکھنؤ کی صفات تھی ، اسکی عکاسی کرتی تھیں ! ان کے پاس لفظوں کا خزانہ جمع تھا

ناقص جواب: طلبہ کی کم تعداد ایسی تھی جنھوں نے سوال کو سمجھے بغیر کلام کی خوبیوں کے بجائے شاعر کی شخصیت کے بارے میں لکھا ،الفاظ کا استعمال موقع کی مناسبت سے نہیں کیا۔ شہرہ آفاق شاعر کی کوئی ایک خوبی بھی جواب میں پیش نہیں کی۔ جو نکتہ بیان بھی کیا گیا ہے اس میں بھی املا کی اغلاط موجود ہیں۔ کس بنیاد پر انھیں لکھنؤ کے دبستانِ شاعری کا نمائندہ کہا گیا اس کا ذکر جواب میں نظر نہیں آیا۔ جن الفاظ کا انتخاب کیا گیا وہ اس جماعت کے طالب علم کی علمی سطح سے کافی کم نظر آتے ہیں۔ دی گئی سطور کا خوبی سے استعمال نہیں کیا گیا۔

مثال:

1) ان کی شاعری میں سواغات پائی جاتی ہے.
2) ان کی شاعری میں خوداری پائی جاتی ہے .
3) ان کی شاعری میں ذاتیا زیادہ تر لم قافیہ الفاظ اور مطلع اور
مقطع پائے جاتے ہیں .

<u>سوال نمبر:3</u>

سر سیّد احمد خان کے مضمون "امید کی خوشی" کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کیجیے۔

بہتر جواب: طلبہ کی اکثریت نے خلاصے کے تمام ضروری نکات مکمل اور جامع تحریر کیے۔ جملوں میں ربط و تسلسل کا بھی خیال رکھا اور پانچ، چھے بہترین الفاظ استعمال کیے۔ مصنّف اور سبق سے متعلقہ نکات کو موثر انداز میں پیش کیا۔ اپنے الفاظ میں سوال کا جواب لکھا۔ مواد کو ترتیب سے لکھا جو کہ خلاصہ لکھنے کا بنیادی اصول ہے۔ کمانڈ ورڈ / کلماتِ امریہ (خلاصہ نگاری کی تعریف) سے واقفیت کی بنا پر خلاصہ بہتر انداز میں تحریر کیا۔ بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں، اُن میں طلبہ نے دی گئی سطور کا خاطر خواہ استعمال کیا۔ مجموعی طور پر تاثر بہتر تھا۔

مثال:

سرسیّد احمد خان نے اپنے سبق میں کیا خوب اُمید کی تعریفیں بکھیری
ہیں کہ جو بھی چیز چاند ہو یا سورج ، پہاڑوں کی چوٹیاں اور تارے، سر
سبز بیل بوٹے ہمیں بہ نسبت اپنے قریب کی چیزوں سے دور کی چیزیں
زیادہ لُبھاتی ہیں اور اپنے ذہن میں بنتے خیالات ہمیں اچھّے معلوم ہوتے
ہیں ان خیالات کو پروان چڑھاتی ہے یقین کی اکلوتی بیٹی اُمّید۔ ہاں!
اُمّید ہی ہے جو ہمارے خیالات کو روشنی بخشتی ہے اور دُکھی دلوں کو
تسلّی دلاتی ہے۔ رنج و غم میں آرام بخشتی ہے اور آخری دم تک ہمارے
ساتھ رہتی ہے۔ ایک ماں اپنے بچّے کو لوری سُناتے ہوئے وہ وہ باتیں
کرجاتی ہے جو شاید ممکن نہ ہوں مگر اُسے اُمّید کی وجہ سے ایک
عجیب سی خوشی ملتی ہے یہ اُمّید اُسے اپنے اُس بچّے سے ہوتی ہے
جو ابھی غُوں غاں بھی نہیں کرتا۔ مگر جب وہ بچّہ بڑا ہوکر اس قابل
ہوجاتا ہے کہ ماں کا نام لینا شروع کرتا ہے تو ماں کی اور اُمّیدیں اس سے
وابستہ ہوجاتی ہیں۔ ایک بے گناہ قیدی اپنے اہلِ خانہ کی یاد میں
ہوتا ہے مگر وہاں اسکی تسلّی کیلئے کوئی موجود نہیں ہوتا مگر اُمّید وہاں
بھی اسکا ساتھ نہیں چھوڑتی اور اس کی تسلّی باندھتی ہے۔ نورانی

چہرے والی، ایمان کی خوبصورت بیٹی اُمّید ہی تو ہے جو سپاہیوں اور
فوجیوں کے حوصلوں کو پروان چڑھاتی ہے اور انھیں بردباری بخشتی

ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ بے یقینوں کو کوئی اُمّید نہیں ہوتی مگر میرے خیال
میں اُمّید وہاں بھی ہوتی ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری موت کے
بعد سب کچھ ختم اور ہمیں ایک نئی زندگی جینا ہے۔ ہماری آنکھوں سے
چھپی ایک دنیا اور ہے جہاں سورج کی کرن اور زمانے کی لہر بھی
نہیں پہنچتی اور انسان کی راہ تین چیزوں سے طے ہوتی ہے ایمان
کے توشے ، اُمّید کے ہادی اور موت کی سواری مگران سب میں زیادہ
اہمیت اُمّید کو حاصل ہے۔ یقینی کی موت میں انسان کو نئی زندگی
کی اُمّید ہوتی ہے اُسے اُمّید ہوتی ہے کہ مرنے کے بعد مجھ سے پوچھا جائے
گا کہ تونے کیا کیا؟ اُمّید کی بدولت ہی پھر وہ اچھے کام کر پاتا ہے۔

ناقص جواب: طلبہ کی قلیل تعداد سبق ’ امید کی خوشی ‘ سے ناواقفیت کی بناء پر خلاصہ مناسب انداز میں تحریر نہ کر سکی۔ خلاصہ نگاری کے اُصول سے ناواقفیت بھی اکثر جوابات کے ناقص ہونے کا سبب بنی۔ جواب لکھتے ہوئے جملوں میں ربط و تسلسل بھی قائم نہیں رکھا۔ املا کی اغلاط نے بھی اس قسم کے جوابات کے تاثر کو کسی قدر کم کر دیا۔ لکھا گیا مواد بے ترتیب تھا۔

مثال:

سر سید احمد خان نے یہ مضمون اس لئے لکھا ہے کیونکہ وہ
چاہتے ہیں کہ مسلمان امید نہ ہارے، وہ ہمیشہ امید رکھیں تاکہ
وہ دشمنوں سے مقابلہ کر سکے اور اُن کو ثابت کریں کہ
مسلمان امید کبھی نہیں ہارتے اور اگر مسلمان ہمیشہ امید
رکھیں گے تو وہ ہمیشہ جیتیں گے اور دشمن اُن کو کمزور
کبھی نہیں سمجھے گے اور سر سید احمد خان یہ بھی بتا رہے ہیں
کہ جب ایک ماہ اولاد کو جنم دیتی ہے تو ماہ باپ کے
لیے خوشی کا موقع ہوتا ہے اور ماہ اُس وقت بچے کو دعائیں
دیتی ہے اور امید کرتی ہے کہ جب اُن کا بچہ بڑا ہوگا تو وہ
اُن کا نام روشن کرے گا اور سب کی عزت کرے گا اور
خاندان کی عزت کرے گا اور سب سے تمیز سے پیش آئے گا اور
اس کے اچھے اعمال ہوں گے اور وہ کبھی دکھ نہیں دے گا۔

سوال نمبر:4

درج بالا تصویر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مناسب عنوان کے تحت ایک مضمون تحریر کیجیے جس میں عصر حاضر کے مسائل کی نشان دہی کی گئی ہو۔

ہدایات:

1. اپنی تحریر کا عنوان تجویز کیجیے۔
2. حالیہ واقعات کو مدِ نظر رکھیے۔
3. طنز و مزاح کو اپنی تحریر کا حصّہ بنائیے۔

بہتر جواب: چونکہ موضوع حالیہ واقعات سے تعلق رکھتا تھا اور ہر فرد اس سے ذہنی طور سے متاثر ہے اس لیے طلبہ نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ طلبہ کی اکثریت نے دی گئی تصویر کی ظاہری توجیہ بیان کرتے ہوئے اور نہایت اچھے الفاظ کا چناؤ کرتے ہوئے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا استعمال کیا۔ ذخیرہ الفاظ موزوں تھا ضرب المثل، محاورات کا استعمال کیا۔ موجودہ دور کی مشہور شخصیات کو بطور مثال پیش کیا۔ حالاتِ حاضرہ کے پیشِ نظر طنزیہ مزاحیہ جملے استعمال کیے اور اپنی بات کی وضاحت کے لیے اشعار بھی تحریر کیے۔ مضمون نگاری کے تمام پہلوؤں کو مدِ نظر رکھا۔ تمہید، نفسِ مضمون اور اختتام کو خوبصورت انداز میں پیش کیا۔ بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں جملوں میں ربط و تسلسل تھا۔ املا کی ایک یا دو الفاظ کی غلطیاں تھیں۔

مثال:

"ہم آئے ہیں طوفان سے کشتی نکال کے"

۱۶ دسمبر ۲۰۱۴ کو وہ سنگین اور افسوسناک واقعہ پیش آیا جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا اور ہمیشہ سب کے ذہنوں میں سمایا رہے گا۔ پاکستان کے حالات یہ ہوگئے ہیں کہ کسی کو اگلے لمحے کی خبر نہیں۔ صبح کو اللہ کا نام لے کر نکالا جاتا ہے اور مائیں اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اپنے بچوں کو اسکول بھیجتی ہیں کہ اللہ جانے دن میں لوٹ آنے کے بعد زندہ چہرہ دیکھنے کو ملے گا یا نہیں۔ یہاں مائیں محنت و مشقت کے بعد بچوں کو بڑا کرتی ہیں کہ ان کا سہارا بنے گے مگر یہاں تو انہیں اپنے بچوں کے خون سے لپٹے ہوئے چہرے ملتے ہیں۔ اندھیر نگری چوپٹ راجا جیسی مثال ہمارے ملک میں ملتی ہے جہاں بڑے بڑے شہروں کے اسکول بھی اب حفاظت نہیں ہیں۔ حکمرانوں کو نرم صوفوں، ٹھنڈے کمروں اور لندن و امریکہ کے ہوٹلوں میں آرام اور اپنے پیسے جوڑنے سے فرصت ہو تو وہ ملک کی بگڑتی ہوئی صورتحال پر سخت اور فوری اقدام اٹھائیں۔ اب ملک کا ہر بچہ حفاظتی اقدام کے ساتھ اسکول میں داخل ہونے پر مجبور ہو گیا ہے۔ مائیں اپنے بچوں کو پوری طرح سے حفاظت کے ساتھ اسکول بھیجتی ہیں۔ اب تو یہ حالات آچکے ہیں کہ بچے کو بم اور گولیوں سے

حفاظتی کپڑے اور ہتھیاروں کے ساتھ اسکول بھیجا جائے کیونکہ اب یہی سرمایہ ہے
ہماری قوم کا۔ اسکول میں گارڈ اور دیواریں تو اونچی کردی گئی ہیں مگر کیا اس سے
ایسے لوگوں سے نجات مل سکتی ہے جو نوجوانوں کو ڈرانے کے لیے ہر حد پار کر چکے
ہیں - وہ واقعہ بیدار کرنے اور جگانے کے لیے بہت ہے۔ اب قوم کو متحد ہونے اور
کی ضرورت ہے۔ یہی قوم کے ستارے ہیں جو طوفان سے کشتی کو نکالیں
گے۔ اور اس لیے ان کو مضبوط اور باشعور اور بہادر بنانے کے لیے نا چاہتے
ہوئے بھی کسی نہ کسی طرح سے اسکول بھیجنا ضروری ہے تاکہ یہی بچے ملک کا
روشن مستقبل بن سکیں کیونکہ جو لوگ بچوں سے ڈرتے ہیں انہیں بچے ہی تو ختم
کر سکتے ہیں۔

ناقص جواب: طلبہ کی بہت ہی کم تعداد کی جانب سے تصویر اور موضوع میں کوئی ہم آہنگی نہیں، املا کی اغلاط جملوں میں ربط و تسلسل کی کمی تھی۔ خیالات کا بھرپور استعمال نہ کر سکے، ایک پیراگراف یا دو پیراگراف تحریر کیے۔ طنز و مزاح کا عنصر بہت کم تھا۔ املا کی اغلاط بہت زیادہ تھیں۔ طلبہ کا موضوع کو نہ سمجھنا الفاظ کا استعمال بھی معیاری نہیں کیا گیا۔ مضمون کی ساخت بھی بہتر نہیں تھی۔

مثال:

"پڑھنا ہر بچے کا حق ہے"
پڑھنے کا حق ہر انسان کو ہے بھلے اس کی حیثیت ہو یا
نہیں۔ کسی کو کسی کے گھر کا مذاق اڑانے کا حق نہیں ہے
جس سے کسی کو برا لگے۔

یہ واقعہ ایک اسکول کا ہے جس میں مختلف گھرانوں
کے بچے آتے تھے۔ دوسری جماعت کا طالبِ علم تھا اسد جس
کے بہت اونچے خواب تھے کبھی یہ اسکول میں شادی کے
کپڑے پہن کر آجاتا اور کبھی دوسری دنیا کا حلیہ اپنا
لیتا تھا اس کو اپنے پیسوں پہ بہت غرور تھا۔
~~اسے~~ اس سے باقی بچے بنا کر رکھتے تھے تاکہ وہ ان کا مزاق نہ
اڑائے اور ان کی مدد کرے۔ ایک بچہ تھا احمد جو بہت غریب
تھا اسے ~~بہت~~ بس پڑھنے کی لگن تھی وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا
تھا اس کا سب بہت مزاق اڑاتے تھے کہ "احمد تو مس کا
چمچہ ہے۔" "احمد پڑھاکو" وغیرہ۔ ٹیچر بھی اس کو ترجیح
دیتی تھیں۔

جب باقی بچوں کو معلوم ہوا کہ احمد کو کینسر ہے اور
اس کے والدین کے پاس اتنے پیسے نہیں کہ اس کا علاج کروا سکیں
تو سارے ~~بچوں~~ بچوں کو بہت برا لگا سب سے زیادہ اسد کو کیو
احمد روز ایک ہی کپڑے پہنتا تھا جب ایک دن سارے ہم جماعت
بچوں نے اس سے گھتم گھتا کیا تو اس کے کپڑے پھٹ گئے تو
ٹیچر کو ان کی حرکت پر بہت غصہ آیا اور انہوں نے سب کو سامنے
اگلے دن احمد کو کپڑے دیے سارے بچے شرمندہ ہوگئے اپنے کیے پر
اور اس سے فوراً معافی مانگی۔

سوال نمبر 5

آپ نے ایک ٹی وی پروگرام دیکھا جو کہ آپ کو غیر معیاری لگا، خط کے ذریعے پروڈیوسر کو پروگرام کی بہتری کے لیے **تین** تجاویز دیجیے۔

بہتر جواب: رسمی خط کا انداز اکثر طلبہ کا درست تھا۔ اس کے ساتھ انھوں نے کم از کم تین تجاویز تحریر کیں۔ ذخیرہ الفاظ بھی موزوں تھا، جملوں میں ربط و تسلسل تھا۔ مناسب ذخیرہ الفاظ استعمال کیا گیا۔ اپنے خیالات کا اظہار بھی بہتر انداز میں کیا ہے، خط کے درست اجزا لکھے، موضوع کے حوالے سے کم از کم چار جملے تحریر کیے۔ طلبہ نے اپنے قوت مشاہدہ کو کام لاتے ہوئے ٹیلی وژن کے مختلف پروگراموں کا حوالہ دے کر ان کی خوبیاں اور خامیاں پیش کیں۔ ان خامیوں کو دور کرنے کے لیے اپنی تجاویز سے بھی آگاہ کیا۔ اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے طلبہ کس قدر ذی شعور ہیں جو اپنے اردگرد ہونے والے واقعات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔

مثال:

کمرہ امتحان
۱۴ مئی ۲۰۱۵ء

بخدمت جناب پروڈیوسر صاحب!

اسلام علیکم

آج کل میڈیا کے ذریع بڑے چھوٹے اور بچے بہت کچھ بلکہ سب کچھ ہی سیکھتے ہیں تو اس وجہ سے ہم کوشش کرتے ہیں کہ سب ایک معیاری پروگرام دیکھیں جس سے سب کو فائدہ ہو نا کہ ایک غیر معیاری پروگرام جس کے ذریعہ لوگوں میں برائی اور انتشار پھیلے۔

میں کل اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ ایک ٹی وی پروگرام دیکھ رہی تھی جس کا کوئی مقصد نہیں بلکہ وقت کا نقصان تھا۔ اس پروگرام میں غیر اخلاقی باتیں تھیں اور لباس بھی کچھ مناسب نہیں تھے تو ان سب چیزوں کا بچوں پر اچھا اثر مرتب نہیں ہوتا۔ براہ کرم یا تو ایسے پروگرام چلانا بند کر دیں یا پھر ان میں کچھ ~~منصب~~ مناسب تبدیلیاں کریں۔ میں کچھ تجاویز دینا چاہوں گی اس کے ذریعہ آپکو مدد حاصل ہوگی۔

• جیسا کہ ہم ایک مسلم معاشرے کا حصہ ہیں تو لباس بھی اچھا ہونا چاہیے جس سے دیکھنے والے پر بھی اچھا اثر ہو۔

• پروگرام میں غیر ضروری باتیں نہیں ہونی چاہیے جس کا کوئی مقصد ہی نہ ہو پروگرام کا کوئی نا کوئی مقصد ہونا چاہیے جس سے لوگوں کی اصلاح ہو۔

• پروگرام میں اردو زبان کو فروغ دینا چاہیے کیونکہ آج کل کے پروگرام میں اردو برائے نام بولی جاتی ہے جو غیر معیاری ہوتی ہے اور انگریزی زبان کا استعمال زیادہ ہوتا ہے اس طرح بچوں کی اپنی قومی زبان سے لگن بھی ختم ہو جاتی ہے۔

امید ہے کہ آپکو میری کچھ تجاویز آپکے پروگرام کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہونگی۔

والسلام
خاکسار ا۔ب۔ج

ناقص جوابات: بعض طلبہ نے رسمی خط کو غیر رسمی انداز میں تحریر کیا۔ ساتھ ہی ساتھ طلبہ نے خط کے موضوع کے حوالے سے ضروریات کو نظر انداز کر کے غیر ضروری باتوں کو بیان کیا۔ قواعد اور املا کی بھی غلطیاں کیں۔ خط کا اسلوب بھی درست نہیں تھا، خط کی ساخت بھی نہایت ناقص تھی۔ خط بہت شکستہ اور املا کی اغلاط بھی بہت زیادہ نظر آئیں۔ لکھے گئے جوابات میں کچھ طلبہ نے خط کے اختتام پر اپنے اسکول کے نام بھی درج کیے۔

مثال:

ا-ب-ج اسکول،
نمرہ امتحان،
کراچی۔

۱۴ مئی، ۲۰۱۵

جناب علی،

میں نے جب آپ
کا ٹی وی میں پروگرام دیکھا تو مجھے وہ چیس پسن
نہیں آئی جو آپ نے ~~کروئی~~ لڑائی کرادی تھی
ان کی اس چیز کے بدلہ آپ دوستی کرا
دیتے تو اور بہتر دیکھا اور میرے بہت سے
اور لوگوں نے کہا کہ آخری میں اُن دونوں
بھائی کی ~~دوستی~~ دوستی کرادینی چاہئے
تھی اور اس کے علاوہ پروگرام بہترین تھا

بینا آپ کا دوست